عدل و انصاف کا قیام

خُرّم مُراد

منشورات

00095 / 7

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمُ

وَعَنۡ عَبۡدِاللّٰہِ بۡنِ عَمۡرِو ابۡنِ الۡعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمَا قَالَ:

قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ:

”اِنَّ الۡمُقۡسِطِیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ عَلٰی مَنَابِرَ مِنۡ نُّوۡرٍ الَّذِیۡنَ یَعۡدِلُوۡنَ فِیۡ حُکۡمِہِمۡ وَاَهۡلِیۡہِمۡ وَمَاوُلُّوۡا“

(رواہ مسلم)

باسمہ

جولوگ انصاف کرنے والے ہیں وہ اللہ کے قریب نور کے منبروں پر اس کے داہنی طرف بیٹھے ہیں۔ رحمٰن عزوجل ہے' اس کا غلبہ اور شان بلند ہے۔ اس کے دونوں ہی ہاتھ داہنے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے فیصلوں میں انصاف کرتے ہیں' یَعْدِلُوْنَ فِیْ حُکْمِہِمْ۔ جو ان کے ساتھ ہیں ان کے ساتھ بھی انصاف کرتے ہیں اور جو معاملات بھی ان کے سپرد کر دیے جائیں اور ان کے ذمے ہوں' ان سے متعلّق ہوں' ان کے اندر بھی عدل کرتے ہیں۔

بالعموم محدثین نے اس حدیث کو عادل حکمرانوں کے باب میں نقل کیا ہے۔ یقیناً ایک عادل حکمران کو سب سے بڑھ کر اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کا فرض ہے کہ وہ عدل کرے اور عدل کے اوپر قائم رہے۔ لیکن حدیث کے الفاظ میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو یہ کہتی ہو کہ یہ حدیث تو صرف حکمرانوں کے لیے مخصوص تھی۔ یہ عام لفظ استعمال ہوا ہے: مقسطین یعنی قسط کرنے والے' قسط کے اوپر قائم رہنے والے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے سارے فیصلوں میں' سارے معاملات میں انصاف سے کام لیتے ہیں' انصاف پر قائم رہتے ہیں۔ جن کے ساتھ بھی ان کا معاملہ ہوتا ہے' اور جو برتاؤ ہوتا ہے' گھر میں بیوی بچوں کے ساتھ' گھر کے باہر پڑوسیوں کے ساتھ' دوستوں کے ساتھ' کاروبار میں کام کرنے والوں کے ساتھ اور اگر کسی معاملے کے ذمہ دار بنا دیے جائیں تو ان کے ساتھ' غرض ہر ایک کے ساتھ عدل کا برتاؤ کرتے ہیں۔ جس چیز کی بھی ذمہ داری ان کے سپرد کر دی جائے' خواہ وہ چھوٹی سے چھوٹی چیز ہو' کوئی حکومت کا منصب ہو' یا کوئی عہدہ ہو' ان سب میں وہ انصاف اور عدل کے اوپر قائم رہتے ہیں۔

ان کا اجر یہ ہے کہ اللہ ان کو اپنی داہنی طرف نور کی مسجدوں کے منبروں پر بٹھا دیتا ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ جو رحمٰن ہے' عز و جل' جو بے انتہا' سراپا رحمت ہے' وہ عدل کرنے والوں کو عزت و احترام کے ساتھ اپنے داہنی طرف نور کے منبروں پر جگہ دیتا ہے۔ پھر فرمایا: ''اس کے دونوں ہاتھ' داہنے ہاتھ ہیں''۔ داہنے ہاتھ پر بٹھانا ایک عزت کا مقام ہے۔ بادشاہوں کے درباروں میں معزز لوگوں کو جن کا احترام مقصود ہوتا ہے' جن کے بارے میں بادشاہ سب کے سامنے یہ ظاہر کرنا چاہے کہ ہم نے اس کو سب سے زیادہ معزز کیا ہے' ان کو اپنی داہنی طرف بٹھاتے تھے۔ یہ صرف بادشاہوں کے درباروں کا ہی اصول نہیں بلکہ پرانے زمانوں میں انسانی معاشروں میں داہنی طرف جگہ دینا عزت کا مقام دینا اور عزت و اکرام کی نشانی تھی' جو بادشاہ اور بزرگ اپنے چھوٹوں سے کیا کرتے تھے۔ اب بھی اس کے اثرات باقی چلے آ رہے ہیں۔ آج دُنیا میں یہ عام رواج ہے کہ وزرا اور حکمران اسمبلیوں کے اندر اسپیکر کے داہنی طرف بیٹھتے ہیں اور جو حکمران نہیں ہوتے وہ بائیں طرف بیٹھتے ہیں۔ شاید ان عام ایوانوں کے اندر بھی وہی قاعدہ پرانے زمانے کے ورثے کے طور پر چلا آ رہا ہے۔ داہنی طرف بٹھانے سے یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے عزت اور احترام کا معاملہ فرمائے گا۔

فرمایا کہ اس کے دونوں ہی ہاتھ داہنے ہیں۔ دراصل اللہ تعالیٰ اس بات سے بالاتر ہے کہ اس کا کوئی جسم ہو' اس کے کوئی ہاتھ ہوں۔ جو تشبیہات قرآن مجید اور احادیث میں بیان کی گئی ہیں' وہ دراصل اس بات کو ہمیں سمجھانے کے لیے ہماری زبان اور ہمارے انداز میں بیان کی گئی ہیں۔ اس کے دونوں ہی ہاتھ داہنے ہیں' اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کے چاروں طرف جہاں بھی جگہ ملے گی' وہ عزت اور احترام کی جگہ ہوگی۔ اس کا مقام داہنی طرف ہی ہوگا۔ میں اس کا یہی مطلب سمجھ پایا ہوں یعنی اللہ تعالیٰ اپنے پاس جگہ دے گا' اپنے قریب کرے گا' عزت و اکرام کرائے گا' اچھی اونچی مسندوں پر جگہ دے گا' وہ مسندیں نور اور روشنی کی مسندیں ہوں گی۔ یہ اَجر ہے مقسطین کے لیے' جو اللہ تعالیٰ عدل کرنے والوں کو دے گا۔

دُنیا کے اندر قسط کی تعریف میں وہ ساری تعلیمات آتی ہیں جو اللہ نے خود بندوں کی ہدایت کے لیے نازل فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود عدل وانصاف پر قائم ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ:

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ؕ

(آل عمران ۳:۱۸)

اللہ تعالیٰ نے بھی اس بات کی گواہی دی ہے' فرشتے بھی اس بات کے اوپر گواہ ہیں اور جن کے پاس علم ہے' وہ بھی اس بات پر گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں اور وہ انصاف اور قسط کے اوپر قائم ہے۔ اسی بات کا حکم اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ (الاعراف ۷:۲۹) میرے رب نے انصاف اور قسط کا حکم دیا ہے۔ مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں تمھارے درمیان عدل اور انصاف سے کام لوں۔

قسط کی تعریف بڑی وسیع ہے۔ اس کے اندر انسانوں کے تعلقات میں' معاملات میں ہر دائرے میں جو بھی چیزیں آتی ہیں' وہ گفتگو ہو یا عمل ہو' سب قسط کے اندر آجاتے ہیں۔ اسی لیے اس کی تعریف بھی اسی حدیث میں کر دی گئی ہے کہ آدمی کوئی فیصلہ کرے' کسی کے بارے میں کوئی رائے دے تو اس کے اندر وہ انصاف کرے۔ اھلیھم کا لفظ تو بڑا وسیع ہے۔ اہل کے اندر ہر وہ آدمی' ہر وہ انسان' ہر وہ چیز شامل ہوتی ہے جس کا تعلّق انسان کے ساتھ ہو جائے۔ وہ اس کے اہل میں سے ہے۔ ولایت کا لفظ اسی سے نکلا ہے۔ ولی کے معنی ہیں کہ جو معاملہ' جو مناصب اس کے سپرد کر دیے جائیں' جو امانتیں اس کو دی جائیں' وہ ان سب کے حوالے سے عدل وانصاف پر قائم رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو ہدایت دی ہے' جو کتاب اُتاری ہے اس میں خود ہی فرمایا ہے کہ ہم نے کتاب بھی اتاری ہے اور میزان بھی اتاری ہے:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ (الحدید ۵۷:۲۵)

''ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیوں اور ہدایات کے ساتھ بھیجا' اور اُن کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تا کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں''۔

میزان ترازو کو کہتے ہیں۔ ترازو دُنیا بھر میں عدل و انصاف کی نشانی کے طور پر تسلیم کی جاتی ہے اور قرآن مجید میں ہر چیز میں عدل و انصاف پر قائم رہنے کے ضمن میں ناپ تول کا ذکر جگہ جگہ کیا گیا ہے۔

دراصل یہ دو چیزیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو کتاب اتاری ہے' انبیا پر جو احکام اتارے ہیں وہ خود ہی ایک میزان ہیں۔ عقائد میں' اعمال میں ہر چیز میں ٹھیک طریقہ کیا ہے۔ یہ تک متعین ہے کہ بات چیت میں کیا بات کہنا ٹھیک ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ یہ ہم نے اس لیے کیا' اپنے رسول اس لیے بھیجے' ہدایت اس لیے دی' کتاب اس لیے نازل فرمائی اور میزان اس لیے اتاری تا کہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔ گویا سارے انبیا کے آنے کا مقصد' ہدایت کے آنے کا مقصد' کتاب کے آنے کا مقصد یہ ٹھہرا کہ لوگ انصاف پر قائم رہیں اور انصاف پر قائم رہنے کو ایک فرض قرار دیا۔ فرمایا: اور پھر ہم نے لوہا اتارا اور لوہے میں قوت ہے' طاقت ہے اور لڑائی کا سامان ہے تا کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو دیکھے اور آزمائے کہ وہ کون ہیں جو قوت کے ذریعے' اور قوت کو استعمال کر کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مدد کرتے ہیں۔ اور قوت کے ذریعے ہی انصاف قائم کرتے ہیں۔ گویا صاف صاف اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ معاشرے میں حکومت اور قانون کی طاقت کے بل پر انصاف قائم کرنا بھی ایک فریضہ ہے جو اللہ نے اس اُمت پر فرض فرمایا ہے۔ چنانچہ جہاں جہاں بھی اللہ نے فرائض کا حکم بیان فرمایا ہے' یہ بھی کہا ہے کہ تم انصاف کو قائم کرو اور انصاف کے اوپر گواہی دو۔ چنانچہ ایک جگہ فرمایا: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ز (المائدہ ۵:۸) انصاف کو قائم کرنے والے' اس پر گواہ بن کر کھڑے ہو جاؤ اور یہ صرف اللہ کے لیے ہو اور کوئی غرض نہیں ہونی چاہیے۔ صرف اللہ کے لیے' اللہ کے واسطے ہونا چاہیے۔

دوسری جگہ اسی آیت میں تھوڑی سی تبدیلی کی ہے جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی وہ یہ ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُھَدَآءَ لِلّٰہِ (النساء ۴:۱۳۵) اور اللہ کے لیے کھڑے ہو جاؤ، انصاف کو قائم کرنے والے اور انصاف پر گواہ بن کر۔

پوری اُمت کے وجود کا مقصد یہی ہے کہ حق اور انصاف کے اوپر قائم ہو اور اسی پر گواہی دے۔ یہ بھی حکم ہے کہ خود اپنے اجتماعی اور انفرادی تمام معاملات میں عدل اور انصاف پر قائم رہو۔ یہ دونوں آیتیں جو تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ سورۃ النساء اور سورۃ المائدہ میں آئی ہیں، اس بات کو ظاہر کرتی ہیں کہ یہ کام اللہ کی طرف سے سپرد کر دیا گیا ہے، اس کو صرف اللہ کے لیے انجام دینا چاہیے۔ کام یہ ہے کہ مسلمان جہاں بھی ہوں، اپنے قول میں، فعل میں، معاملات میں، عدل وانصاف قائم رکھیں اور اس کی گواہی دیں۔ اُمت کا فرض ہے کہ انصاف پر قائم رہے، انصاف کی بات کرے اور انصاف کا عمل کرے۔ انصاف کے اوپر قائم رہنے اور انصاف کی بات کرنے کی زد خود تم پر پڑتی ہو تب بھی تمھیں انصاف پر قائم رہنا ہے۔ والدین ہوں، قرابت دار ہوں، قبیلے والے ہوں، برادری والے ہوں، قوم کے لوگ ہوں، جس سے بھی معاملہ پڑے امیر ہو یا غریب، بے اثر ہو یا دولت مند، تمھارا فرض ہے کہ اللہ کے واسطے انصاف ہی کی بات کہو اور انصاف پر قائم رہو۔ کوئی حکومت کے کسی عہدے پر ہو، معزز ہو، گاؤں کا چودھری ہو، تو آدمی ان کے ساتھ کچھ اور بات کرے، اور غریب، بے بس، بے سہارا ہو تو ان کے ساتھ کچھ اور بات کرے تو یہ زوال اور تباہی کا راستہ ہے۔ دونوں طرح کے معاملات میں حق پر قائم رہنا اور انصاف کی بات کرنا ہے۔

اسی آیت سے متصل قرآن مجید میں ایک آیت آرہی ہے کہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ، اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، ایمان لاؤ۔ بڑا عجیب سا طرزِ بیان محسوس ہوتا ہے کہ ایمان لانے والوں سے یہ کہنا کہ ایمان لاؤ۔ اس کے کیا معنی ہیں؟ ایک تو یہ کہ وہ لوگ جو اُمت مسلمہ کے اندر شامل ہیں، مومن شمار ہوتے ہیں اور ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں، ان سے یہ مطالبہ ہے کہ تم واقعی صحیح

مومن بن جاؤ۔ چونکہ اس آیت سے متصل ہے، اس لیے یہ بات بالکل واضح اور صاف ہے کہ ایمان کا بنیادی تقاضا یہ ہے کہ صحیح معنوں میں ایمان لاؤ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی پوری زندگی میں، اپنی سوچ میں، اپنے اخلاق میں، اپنی فکر میں، تعلقات میں، معاملات میں ہر دائرے میں حتیٰ کہ منہ سے بات نکلے تو انصاف کی بات نکلے، کام کرے تو انصاف کا کام کرے۔ کسی کا حق ہو تو اسے پورے کا پورا ادا کرے اور کسی پر فرض عائد ہوتا ہو تو وہ بھی پورا ادا کرے۔ اپنے حق سے زیادہ لینے کی کوشش نہ کرے اور دوسرے کو اس کے حق سے کم دینے کی کوشش نہ کرے۔

یہ دراصل ایمان کی دعوت ہے۔ ایمان کا تقاضا ہے اور مومن کا یہی کردار ہے کہ سارے معاملات میں اسی روش پر قائم ہو جائے۔

❖❖❖

جس حدیث کا مطالعہ کیا گیا ہے، اس کا اُردو ترجمہ درج ذیل ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بے شک انصاف کرنے والے اللہ کے ہاں نور کے منبروں پر ہوں گے۔ وہ لوگ جو اپنے فیصلے میں اور گھر کے معاملے میں اور جن کے وہ ذمہ دار ہیں انصاف برتتے ہیں۔

(رواہ مسلم)

❖❖❖